© rasailojaraid.com

اتحادِ اُمت

ابومسعود عبدالجبار سلفی

أهل السنة کے نزدیک
اہل بیتِ کرامؓ کا مرتبہ ومقام

أهل السنة کی خوش بختی ہے کہ وہ اہل بیت کرام سے دلی محبت وعقیدت رکھتے ہیں اور ان کا کماحقہ احترام کرتے ہیں۔ وہ نہ تو رافضیوں کی طرح انہیں حد سے بڑھاتے ہیں اور نہ ہی ناصبیوں کی طرح ان کا مرتبہ ومقام گھٹاتے ہیں۔ ان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اہل بیت سے محبت رکھنا فرض ہے اور کسی طرح کے قول وفعل سے انہیں ایذا دینا حرام ہے۔ چنانچہ وہ ہر اذان کے بعد اور ہر خطبہ کی ابتدا وانتہا اور ہر نماز کے تشہد میں حضرت رسول کریم ﷺ اور آپ کی آل پر دلی عقیدت سے درود پڑھتے ہیں بلکہ جب تک وہ درود نہ پڑھ لیں، تب تک اپنی عبادت کو مکمل نہیں سمجھتے اور ان کی کتبِ حدیث وسیر میں جتنا درود درج ہے، اتنا کسی اور مکتب فکر کی کتابوں میں نظر نہ آئے گا۔ اور درود وسلام کی جتنی گونج اہل السنہ کے مدارس اور مساجد سے آتی ہے، اتنی کسی اور جگہ سے نہ آئے گی، لیکن اس روشن حقیقت کے باوجود ایک مخصوص مکتبِ فکر، مخصوص مقاصد کی بنا پر حبِ اہل بیت کے لبادے میں ان کے خلاف مسلسل پروپیگنڈہ کرتا ہے کہ اہل السنہ، اہل بیت سے محبت نہیں کرتے اور اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ وہ عاشورا کے دن ماتم نہیں کرتے اور نہ ہی وہ نیازِ حسینؓ دیتے ہیں۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اہل السنہ کی پوزیشن واضح کردی جائے اور بتا دیا جائے کہ اہل بیت کی محبت، اہل السنہ کا جزوِ ایمان ہے اور وہ فرمانِ نبویؐ کے پیش نظر ازروے ایمان ان سے محبت کرتے ہیں اور ان کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ازواجِ مطہرات اور جناب عبدالمطلب بن ہاشم کی ایمان قبول کرنے والی ساری اولاد اہل بیت میں شامل ہے۔ مثلاً حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب ہاشمی اور ان کی ساری اولاد، حضرت جعفرؓ بن ابی طالب اور ان کی ساری اولاد،

© rasailojaraid.com

حضرت عقیلؓ بن ابی طالب اور ان کی ساری اولاد، حضرت علیؓ بن ابی طالب اور ان کی ساری اولاد اور خصوصاً سیدین طاہرین کریمینؓ جو کہ نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں۔اور اُنہیں ان دونوں سے محبت اس لئے بھی زیادہ ہے کہ بڑے سردارؓ (حضرت حسنؓ) نے بڑے پن کا ثبوت دیتے ہوئے کمالِ حلم اور بردباری کا مظاہر کیا اور اپنے حق کی قربانی دے کر اپنے نانا کی اُمت کے خون کو بچایا اور دوسرے سردارؓ نے نیک نیتی سے قدم بڑھائے، پھر نیک نیتی سے صلح کا ہاتھ بڑھایا، لیکن اپنے بدعہد کوفی ساتھیوں کے ہاتھوں مظلوم شہید ہوئے۔ان کا ایمان ہے کہ سب شہداء کرام، اپنے عم محترم سیدنا حمزہؓ اور سیدنا جعفرؓ بن ابی طالب اور دیگر شہدا کے ہمراہ اعلیٰ علیین میں عزت و احترام کی زندگی بسر کررہے ہیں۔

اس مختصر وضاحت کے بعد اب ہم نہایت اختصار کے ساتھ بالترتیب حضرت علی المرتضیٰ اور ان کی اولاد کے مناقب بیان کرتے ہیں تاکہ ان بہتان بازوں کے الزامات کی قلعی کھولی جا سکے جو رات دن اہل السنہ پر گستاخیٔ اہل بیت کا بہتان لگاتے ہیں!!

اول: امیر المومنین علی المرتضیٰؓ

امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ حضرت سہلؓ بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ جنگِ خیبر کے دن اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے فرمایا: ''کل میں یہ جھنڈا اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ مسلمانوں کو فتح عطا فرمائے گا اور وہ شخص، اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ، اس سے محبت کرتے ہیں۔'' چنانچہ لوگ ساری رات بے چین رہے کہ پتہ نہیں، کس (خوش نصیب) کو جھنڈا ملے گا۔حضرت سہلؓ فرماتے ہیں کہ لوگ صبح سویرے حضرت رسولِ کریم ﷺ کے پاس گئے اور ہر کوئی یہ اُمید لئے ہوئے تھا کہ جھنڈا اُسے ہی ملے گا، چنانچہ آپؐ نے فرمایا: علیؓ بن ابی طالب کہاں ہے؟

لوگوں نے جواب دیا: اللہ کے پیارے رسول ﷺ وہ آشوبِ چشم میں مبتلا ہے، آپؐ نے فرمایا: اس کی طرف کسی کو بھیج کر بلا لاؤ۔ چنانچہ اُنہیں بلا لیا گیا تو آپؐ نے ان کی آنکھوں میں لعاب تھتکارا اور شفا کی دُعا کی، چنانچہ آپؓ اس طرح شفایاب ہوئے کہ گویا آپ کو سرے سے کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ پھر آپؐ نے اُنہیں جھنڈا عطا فرمایا۔حضرت علی المرتضیٰ نے پوچھا:

© rasailojaraid.com

اے اللہ کے رسولؐ! میں اُن سے اس وقت تک لڑوں جب تک وہ ہمارے جیسے نہ ہوجائیں؟
آپؐ نے فرمایا: سکون واطمینان سے جاؤ اور جب ان کے میدان میں پہنچو تو اُنہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دو اور انہیں اللہ کے اس حق کی خبر دو جو اس نے ان پر واجب کیا ہے!
اللہ کی قسم! اگر اللہ تیرے ذریعے کسی ایک آدمی کو بھی ہدایت دے دے تو یہ تیرے لئے سرخ اونٹوں (کے مالِ غنیمت) سے بہتر ہے۔ (بخاری ۲۹۴۲)

اہل السنہ کے ائمہ دین کی روایت کردہ اس حدیث میں امیرالمومنین کی فضیلت اور منقبت آفتابِ نیم روز سے بھی زیادہ آشکارا ہے، کیونکہ اس میں اس بات کی شہادت کا ذکر ہے کہ وہ اللہ اور اس کے پیارے رسولؐ سے محبت کرتے ہیں اور اللہ اور اس کا پیارا رسولؐ ان سے محبت کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں اُنہوں نے بیسیوں احادیث اور بھی روایت کی ہیں، لیکن ہم نے اختصار کی غرض سے فضائل و مناقب کے گلستان سے فقط ایک پھول پیش کیا ہے۔

دوم: سیدہ فاطمہ زہراؓ

امام اہل السنہ حضرت محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ اپنی صحیح میں حضرت فاطمہ زہراؓ کی فضیلت میں 'بابِ مناقب فاطمہؓ' قائم کرکے حضرت رسول کریمﷺ کی حدیث روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: «فاطمة سيدة نساء أهل الجنة»

''فاطمہؓ جنتی عورتوں کی سردار ہے۔'' (بخاری: کتاب المناقب، باب مناقب فاطمہ)

سوم: سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ

اہل السنہ کے امام محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی جامع صحیح میں حضرت برا بن عازبؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول کریمﷺ نے حضرت حسن اور حسین کو دیکھ کر فرمایا:

«اللهم إني أحبهما فأحبهما» (بخاری: ۳۷۴۷)

''اے اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں لہٰذا تو بھی ان دونوں سے محبت فرما۔''

❁ اسی طرح امام اہل السنہ احمد بن حنبلؒ اپنی مسند میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول کریمﷺ نے فرمایا:

«الحسن والحسين سيدا شباب أهل الجنة» (سنن ترمذی: ۳۷۰۱، حسن، صحیح)

© rasailojaraid.com

''حسنؓ و حسینؓ جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔''

ان دونوں حدیثوں سے تین فضیلتیں آشکارا ہوئیں: ایک تو یہ کہ وہ جنتی ہیں، دوم یہ کہ وہ جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں، تیسری یہ کہ اللہ اور اس کا رسولؐ ان سے محبت کرتے ہیں، اور اُمت کا ان سے محبت کرنا گویا حضرت رسول کریم ﷺ سے محبت کرنا ہے۔

چہارم: سیدنا علی بن حسین المعروف بہ زین العابدینؒ

ان کے متعلق، امام اہل السنہ یحییٰ بن سعید فرماتے ہیں:

هو أفضل هاشمي رأيته في المدينة يقول يا أهل العراق أحبونا حب الإسلام ولا تحبونا حب الأصنام فما برح بنا حبكم حتى صار عارا علينا (طبقات ابن سعد: ۵/۲۱۴)

''آپ ہاشمی خانوادے کے ممتاز چشم و چراغ ہیں۔ میں نے انہیں مدینہ میں دیکھا، آپ فرما رہے تھے: اے اہل عراق! تم ہم سے اسلام کی تعلیمات کے تحت محبت رکھو لیکن اصنام کی طرح ہماری پرستش سے باز رہو، تمہاری محبت ہم پر بدنما داغ بن گئی ہے۔''

اہل السنہ کے امام محمد بن شہاب زہریؒ فرماتے ہیں:

''لم أر هاشميا أفضل من علي بن الحسين[1] ''

''میں نے حضرت علی بن حسین سے افضل کسی ہاشمی کو نہ پایا۔''

امام اہل السنہ محمد بن عثمان ذہبیؒ فرماتے ہیں:

''وكانت له جلالة عجيبة وحق له والله، فقد كان أهلا للإمامة العظمٰى لشرفه وسؤدده وعلمه وتألّهِه وكمالِ عقله''

ابو حازمؒ مدنی فرماتے ہیں کہ ''میں نے حضرت علیؓ بن حسینؓ سے بڑھ کر کسی ہاشمی کو فقیہ نہ پایا۔'' ایک مرتبہ ان سے پوچھا گیا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ کو حضرت رسول اللہ ﷺ کے ہاں کتنا قرب حاصل تھا؟ انہوں نے آپ کی قبر مطہر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ''جتنا ان دونوں کو آپؐ کے ہاں اس وقت حاصل ہے۔'' (یعنی جس طرح وہ وفات کے بعد آپ کے پاس ہیں، اس طرح وہ حیات میں بھی آپ کے ساتھ تھے)

---

[1] صفوة الصفوة: ۲/۹۹، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی، دار المعرفہ، بیروت ۱۹۷۹ء، تحقیق: رواس قلعہ جی

© rasailojarald.com

امام محمد بن سعدؒ فرماتے ہیں:

"كان ثقة مأمونا كثير الحديث عالي رفيعا ورعا" (ابن سعد:۲۱۴/۵)

''آپ ثقہ، معتمد اور کثیر الحدیث تھے اور بڑے نفیس، متقی اور عالی مرتبہ انسان تھے۔''

پنجم: امام محمد بن علی بن حسینؒ المعروف بہ امام باقر

ان کے متعلق اہل السنہ کے امام محمد بن سعدؒ فرماتے ہیں:

"كان كثير العلم والحديث" ''آپ علم اور حدیث کے بحر زخار تھے۔''

اور امام صفدیؒ فرماتے ہیں:

"هو أحد مَن جمع العلم والفقه والديانة"

''کہ آپ ان ہستیوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے علم، فقہ اور دین کو جمع کیا ہوا ہے۔''

اہل السنہ کے امام محمد بن احمد بن عثمان ذہبیؒ فرماتے ہیں:

"ولقد كان أبو جعفر إماما مجتهدا، تاليا لكتاب الله، كبير الشأن

''امام ابوجعفر مجتہدانہ شان رکھتے تھے، اللہ کی کتاب کے قاری اور عظیم المرتبت شخص تھے۔''

آگے فرماتے ہیں:

"ونُحِبُّه في الله لما تجمع فيه من صفات الكمال'' (سیر اعلام النبلاء:۴۰۴/۱)

''ہم اللہ کیلئے ان سے محبت کرتے ہیں کیونکہ ان میں کمال کی بہت سی صفات یکجا تھیں۔''

امام ذہبیؒ کے بقول حفاظ نے ان کے اقوال کو حجت تسلیم کرنے پر اتفاق کیا ہے۔

ششم: امام جعفر بن محمد ہاشمیؒ الملقب بہ الصادق

ان کے متعلق امام اہل السنہ ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں:

"ما رأيت أفقه من جعفر بن محمد"

''میں نے امام جعفر بن محمد الصادقؒ سے بڑھ کر کسی کو فقیہ نہیں پایا۔''

امام ابوحاتمؒ فرماتے ہیں: "ثقة لا يسأل عن مثله"

''آپ ثقہ ہیں، آپ جیسے آدمی کے متعلق پوچھنا بھی بے کار ہے۔''

امام ذہبیؒ فرماتے ہیں:

"جعفر بن محمد بن علي بن الشهيد أبي عبد الله ريحانة النبي ﷺ

© rasailojarai.com

وسبطه ومحبوبه الحسين بن أمير المؤمنين أبي الحسن علي بن أبي طالب عبد مناف بن شيبة وهو عبد المطلب بن هاشم واسمه عمرو بن عبد مناف بن قصي...... الإمام الصادق شيخ بني هاشم أبو عبد الله القرشي الهاشمي" (سیر اعلام النبلاء :۲۵۴/۶)

"حضرت امام جعفر بن محمد بن علی (زین العابدین) بن سبط رسول وریحانۃ النبی ومحبوب سید المرسلین ابوعبداللہ الشہید بن امیر المومنین ابوالحسن علی بن ابی طالب عبدمناف بن شیبہ جسے عبد المطلب بن ہاشم کہا جاتا ہے اور اسی کا نام عمرو بن عبدمناف بن قصی تھا۔ آپ صادق امام اور بنی ہاشم کے شیخ اور اعلام میں سے ایک عَلَم ہیں، کنیت ابوعبداللہ قرشی ہاشمی ہے۔"

چنانچہ عبدالجبار بن عباس ہمدانی بیان کرتے ہیں کہ ہم مدینہ منورہ سے لوٹنے کا ارادہ کر رہے تھے کہ حضرت امام جعفرؒ بن محمد الصادق ہمارے پاس آئے اور فرمایا:

"تم ان شاء اللہ اپنے شہر کے نیک لوگ ہو، لہٰذا تم وہاں کے لوگوں کو ہماری طرف سے یہ بات پہنچا دو کہ جس نے دعویٰ کیا کہ میں (جعفر بن محمد) مفترض الطاعة (واجب الاطاعت) امام ہوں، میں اس سے لاتعلق ہوں اور جس نے میرے متعلق یہ بات اُڑائی کہ میں ابوبکر وعمر سے لاتعلق ہوں، میں اس سے بھی لاتعلق ہوں۔"

ہفتم: امام موسیٰ بن جعفر بن محمد ہاشمی الملقب بہ کاظم

ان کے متعلق، امام ابوحاتم رازیؒ فرماتے ہیں:

"ثقة صدوق إمام من أئمة المسلمين"

"آپ ثقہ اور صدوق تھے اور مسلمانوں کے اماموں میں سے ایک امام تھے۔"

شیخ الاسلام تقی الدین ابوالعباس احمد بن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

وموسىٰ بن جعفر مشهود له بالعبادة والنسك

"اور موسیٰ بن جعفر کاظم کے متعلق، زمانہ گواہ ہے کہ آپ بڑے عابد اور زاہد انسان تھے۔"

امام ذہبیؒ فرماتے ہیں:

"كان موسىٰ من أجواد الحكماء ومن العباد الأتقياء"

(میزان الاعتدال :۵۳۹/۶، الذہبی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۹۹۵ء)

"کہ موسیٰ کاظمؒ دانشمند سخیوں اور متقی عبادت گزاروں میں سے تھے۔"

ہشتم: امام علی بن موسیٰؒ المعروف بہ الرضا

ان کے متعلق امام ذہبیؒ فرماتے ہیں:

"كان من العلم والدين والسؤدد بمكان"

''کہ آپ علم، دین اور سردار کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔''

اور یہ بھی فرماتے ہیں:

" وقد كان علي الرضا كبير الشأن أهلا للخلافة"②

نہم: امام محمد بن علی الملقب بہ الجواد

"كان يعد من أعيان بني هاشم وهو معروف بالسخاء والسؤدد"

''آپ بنوہاشم کے سربرآوردہ اشخاص میں سے تھے اور سخاوت اور سرداری میں مشہور تھے۔''

❁ خطیب بغدادیؒ، اہل السنّت کا موقف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ تمام ازواجِ مطہرات سے عقیدت رکھتے ہیں۔ اور جو ان پاکدامنوں کو یا ان میں چند ایک کو کافر قرار دے، وہ خود اُسے کافر قرار دیتے ہیں۔ اور وہ حضرت حسنؓ اور حسین اور مشہور اسباطِ رسولؐ سے عقیدت و محبت رکھتے ہیں مثلاً حضرت عبداللہ بن حسنؒ، حضرت علی بن حسینؒ (زین العابدین)، حضرت محمدؒ بن علی بن حسین (الباقر)، حضرت جعفر بن محمد (الصادق)، حضرت موسیٰ بن جعفر (الکاظم)، حضرت علی بن موسیٰ (الرضا) اور اسی طرح حضرت امیرالمومنین علی المرتضیٰؓ کی ساری اولاد جیسے حضرت عباس بن علیؒ، حضرت عمر بن علیؒ، حضرت محمد بن علیؒ (ابن الحنفیہ)

② آپ انتہا درجہ کے دانش مند انسان تھے۔آپ کے حکیمانہ اشعار ملاحظہ فرمائیں:

من نازع ألافيال في أمرهم ... بات بعيدا الرأس عن جُثّته
من لاعب الثعبان في كفه ... هيهات أن يسلم من لَسعته
من عاشر الأحمق في حاله ... كان هو الأحمق في عشرته
لا تصحب النزال فتردىٰ به ... لا خير في النزال ولا صحبته
من اعتراك الشكُّ في جنسه ... وحاله فانظر إلى شيمته
من غرس الحنظل لا يرتجى ... أن يجتنى السكر من غرسته
من جعل الحق له ناصرا ... أيده الله على نصرته
من مازح الناس استخفوا به ... وكان مذموما على مزاحته

اور انہی کے عقیدہ و عمل رکھنے والے دیگر اہل بیت کرام......

❁ امام اسفرائینیؒ اہل السنہ کا منہج بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اس اُمت کے اسلاف کرام کے متعلق ناروا بات کہنے اور عیب جوئی کرنے سے محفوظ رکھا ہے۔ چنانچہ وہ مہاجرین و انصار اور دیگر سرداران اسلام کے حق میں کلمہ خیر کے سوا کچھ نہیں کہتے اور نہ ہی وہ اہل بدر و اُحد اور اہل بیت رضوان کے بارے میں کوئی غلط رائے رکھتے ہیں اور نہ ہی وہ ان تمام صحابہ کو بُرا کہتے ہیں جن کے متعلق حضرت رسولِ کریم ﷺ نے جنتی ہونے کی شہادت دی ہے اور نہ ہی وہ حضرت رسولِ کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات اور اصحاب اور اولاد و احفاد (نواسوں) کے متعلق نامناسب بات کہنے اور سننے کو تیار ہیں جیسے حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ اور ان کی اولاد میں سے مشہور اعلام جیسے حضرت عبداللہ بن حسنؒ، حضرت علی بن حسین، حضرت محمد بن علی بن حسین، حضرت جعفر بن محمد بن علی، حضرت موسیٰ بن جعفر اور علی بن موسیٰ (الرضا) اور دیگر اہل بیت کرام جو بغیر کسی طرح کے تغیر و تبدل کے دین حقہ پر گامزن رہے اور نہ ہی وہ خلفاے راشدین میں سے کسی کے متعلق تنقید برداشت کرتے ہیں اور اس طرح وہ ان مشہور تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ علیہم اجمعین پر تنقید کرنا جائز نہیں سمجھتے جنہیں اللہ تعالیٰ نے بدعات اور منکرات میں ملوث ہونے سے بچایا ہے۔

یہ ہے اہل بیت رسول ﷺ کے متعلق، أهل السنة والجماعة کا عقیدہ اور جو شخص اس سلسلے میں مزید آگاہی حاصل کرنا چاہتا ہے، اسے اہل السنہ کی مرتب کردہ کتب حدیث و سیرت اور سوانح کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ ان شاء اللہ اس پر یہ حقیقت آشکارا ہوجائے گی کہ اہل السنہ سے بڑھ کر اہل بیت رسول کا قدردان اور کوئی نہ ہوگا۔

شہادتِ حسینؓ کے متعلق اہل السنہ کا موقف

شہادتِ حسینؓ کے سلسلے میں اہل السنہ کا موقف، امام ابن تیمیہؒ کے الفاظ میں اختصار کے ساتھ درج ذیل ہے:

اللہ تعالیٰ نے سیدنا حسینؓ کو درجہ شہادت سے سرفراز فرمایا اور اس کے ذریعہ ان کے قاتلوں اور قاتلوں کے طرف داروں اور شہادت پر خوشی منانے والوں کو ذلیل و رسوا کیا، اور آپؓ کے

www.KitaboSunnat.com

© rasailojarald.com

سامنے اپنے پیشرو شہداء کرام کا اُسوہ حسنہ بھی تھا کیونکہ آپؓ اور آپؓ کے بھائی جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں اور دونوں شہزادوں نے عزت و رفعتِ اسلام کے دور میں پرورش پائی تھی، اس لئے ہجرت اور جہاد کے مصائب و آلام جیسی اُن تکالیف سے محفوظ رہے جو اللہ کی خاطر آپ کے اہل بیت کرام کو پہنچی تھی لہٰذا اللہ نے ان کی بزرگی کی تکمیل کے لئے اور ان کے درجات کو بلند کرنے کے لئے اُنہیں درجہ شہادت عطا فرمایا اور آپ کی شہادت بہت بڑا صدمہ تھی اور اللہ نے صدمہ کے وقت انا للہ وإنا إلیه راجعون پڑھنے کا حکم دیا ہے۔قرآن میں ہے:

﴿وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ * الَّذِيْنَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيْبَةٌ قَالُوْا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾

اہل بیتِ عظامؓ کے وفا نماؤں کی جفا کاریاں

اس روشن حقیقت کے باوجود کہ اہل السنہ ہی صحیح معنوں میں اہل بیت کرام کے قدردان ہیں، پھر بھی وفا نمایانِ اہل بیت (جو وفا کا بظاہر دم بھرتے ہیں) اُن پر اہل بیت سے عداوت کا بہتان لگاتے ہیں اور انہیں ناصبی کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور اپنے کندھوں پر خود ہی شاباش دے کر محبانِ اہل بیت کا دم بھرتے ہیں، حالانکہ ائمہ اہل بیتؓ اپنے دور میں اِنہی محبت کا دم بھرنے والوں سے بڑے تنگ اور پریشان تھے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے کہ وہ ان سے ان کی جان چھڑوائے، کیونکہ یہ لوگ اُنہیں اپنی وفاداریوں کا یقین دلا کر خطرناک مقام پر کھڑا کردیتے تھے اور پھر سردمہری دکھانا شروع کردیتے تھے۔چنانچہ امیرالمومنینؓ اُنہیں کم ہمتی اور بزدلی دکھانے پر شرم اور عار دلانے کے لئے لشکرِ شام کی مثالیں پیش کرتے ،لیکن یہ ٹس سے مس نہ ہوتے۔

اس کی ایک وجہ تو یہ نظر آتی ہے کہ وہ لوگ متلون مزاج تھے اور اپنے دعوائے محبت میں پختہ نہ تھے، اگر قدرے پختہ تھے بھی تو اس کے بدلے میں کانٹا چبھنے کے برابر تکلیف برداشت کرنے کو تیار نہ تھے۔یہی وجہ تھی کہ انہوں نے حضرت امیرالمومنینؓ کو ان کے دورِ خلافت میں پریشان رکھا اور اُنہیں اپنے مشن میں کامیاب نہ ہونے دیا، چنانچہ ہم ان کی سردمہریوں کے دو حوالے پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ان حوالوں کی خصوصیت یہ ہے کہ خارجیوں یا اہل السنہ

© rasailojaraid.com

کے پیش کردہ نہیں بلکہ اہل بیت کے نام لیواؤں کے ہی ہیں۔ ان میں پہلا حوالہ تو نہج البلاغة (ج۱/۱۸۷ تا ۱۸۹) سے ہے اور دوسرا علی خطی الحسین سے ہے۔

چنانچہ نہج البلاغة میں ہے کہ جب محبانِ علیؓ نے شیعانِ معاویہؓ کے مقابلے میں کم ہمتی اور سرد مہری کا مظاہرہ کیا تو آپ نے منبر پر فرمایا:

أما والذي نفسي بيدهِ ليظهرن هؤلاء القوم عليكم ليس لأنهم أولى بالحق منكم ولكن لإسراعهم إلى باطل صاحبهم، وإبطائكم عن حقي ولقد أصبحت الأمم تخاف ظلم رُعاتها وأصبحت أخاف ظلم رعيتى، استنفرتكم للجهاد فلم تنفروا، واسمعتكم فلم تسمعوا، ودعوتكم سرا وجهرا فلم تستجيبوا، ونصحت لكم فلم تقبلوا أشهود كغياب، وعبيد كارباب؟! أتلو عليكم الحكم فتنفرون منها، وأعظكم بالموعظة البالغة فتتفرقون عنها، وأحثكم على جهاد أهل البغي فما آتي على آخر القول حتى أراكم متفرقين أيادى سباء، وتتخادعون عن مواعظكم، أقومكم غدوة وترجعون إلى عشية كظهر الحنين عجز المقوم وأعضل المقوم، أيها الشاهدة أبدانهم الغائبة عقولهم، المختلفة أهواؤهم، المبتلى بهم أمراء هم، صاحبكم يطيع الله وأنتم تعصونه ...... لوددت والله أن معاوية صارفنى بكم صرف الدينار بالدرهم فأخذ مني عشرة منكم وأعطاني رجلا منهم، يا أهل الكوفة منيت بكم بثلاث واثنتين صم ذووا أسماع و بُكم ذووا كلام، وعمى ذووا أبصار، لا أحرار صدق عند اللقاء ولا إخوان ثقة عند البلاء، تربت أيديكم يا أشباه الابل غاب عنها رعاتها كلما جمعت من جانب تفرقت من جانب آخر

(نهج البلاغة : ج۱/۱۸۷/۱۸۹)

''عوام، اپنے حکام کے ظلم سے ڈرتے ہیں لیکن میں اپنی رعایا کے ظلم سے ڈرتا ہوں، میں نے تمہیں جہاد کے لئے میدانِ جنگ میں نکلنے کا حکم دیا لیکن تم نے گھروں سے نکلنا گوارا نہ کیا، میں نے تمہیں سنانے کی کوشش کی لیکن تم نے نہ سنا، میں نے تمہیں دن رات دعوت دی، لیکن تم نے مسترد کردی، میں نے تمہیں نصیحت کی لیکن تم نے قبول نہ کی۔ کیا تم ان لوگوں کی

طرح حاضر اور گواہ ہو جو یہاں سے غائب ہیں؟ اور ان لوگوں کی طرح غلام ہو جو آقا بن بیٹھے ہیں؟ میں تمہیں دانائی کی باتیں سناتا ہوں لیکن تم ان سے نفرت کرتے ہو، اور میں تمہیں پتھر کو موم کردینے والی نصیحت کرتا ہوں لیکن تم ان سے بدکتے ہو، میں تمہیں باغیوں سے جہاد کرنے کی ترغیب دیتا ہوں اور ابھی اختتام تک نہیں پہنچتا کہ تم سبا کے قبائل کی طرح بکھر جاتے ہو اور اپنی مجلسوں کی طرف لوٹ جاتے ہو اور اپنی خیرخواہی کی باتوں کو فریب سمجھنا شروع کردیتے ہو۔ میں صبح کو تمہیں سیدھا کرکے روانہ کرتا ہوں اور تم شام کو اس اونٹنی کی طرح واپس لوٹ آتے ہو جو اپنے نومولود بچے کی طرف لوٹ آتی ہے۔ تمہیں سیدھا کرنے والا بھی عاجز آ گیا ہے اور سیدھا ہونے والا بھی پریشان ہوگیا ہے!!

اے بدنوں کے اعتبار سے موجود اور عقلوں کے اعتبار سے غائب دماغ فدائیو، کیسے عجیب فدائی؟! جن کی خواہشات مختلف ہیں اور ان کے امرا ان کی وجہ سے مصیبت میں مبتلا ہیں۔ تمہارا امیر اللہ کی اطاعت کرتا ہے اور تم اس کی نافرمانی کرتے ہو...... واللہ! میں پسند کرتا ہوں کہ معاویہؓ مجھ سے یوں تبادلہ کرلے جیسے درہموں کے تبادلے میں دینار کا تبادلہ کیا جاتا ہے، وہ مجھ سے تمہارے جیسے دس فدائی لے لے اور مجھے اپنا ایک فدائی دے دے!!

اے اہل کوفہ! میں تم میں تین طرح کی اور دو طرح کی خصلتیں دیکھ کر حیران و پریشان ہوں کہ سننے والے بہرے، اور بولنے والے گونگے اور دیکھنے والے اندھے۔ نہ تو جنگ کے موقعہ پر دلیر اور جوان مرد، اور نہ آزمائش کے وقت قابل اعتماد دستِ راست، تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں۔ اے وہ اونٹو! جن کے چرواہے غائب ہیں جب انہیں ایک طرف سے اکٹھا کیا جاتا ہے تو وہ دوسری جانب سے بکھر جاتے ہیں۔''

چونکہ عربی جیسی فصیح وبلیغ زبان کا دیگر زبانوں میں ترجمہ کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے اس لئے ترجمے میں وہ بلاغت نہیں ہوتی جو اصل عربی زبان میں ہوتی ہے، اس لئے مناسب ہے کہ امیرالمؤمنینؓ کے اصل خطبے پر غائر نظر ڈالی جائے، ان شاء اللہ آپ کو یقین آ جائے گا کہ اگر اہل شام یا اہل حجاز یہ خطبہ سن لیتے تو ان کی شجاعت وحمیت بھڑک اُٹھتی اور وہ شیرانِ وغا بن جاتے لیکن کوفی وفا نماؤوں کے دلوں پر اس طرح کے خطبوں کا کچھ اثر نہ ہوا بلکہ انہوں نے اہم اور نازک موڑ پر آپ کا ساتھ چھوڑ دیا اور ایک نہایت خطرناک دھمکی دی، چنانچہ ہم اس دھمکی کی تفصیل ایک مشہور شیعی سکالر ڈاکٹر احمد راسم النفیس کی زبانی بیان

© rasaliojarid.com

کرتے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ

''عسکری لحاظ سے امیرالمؤمنین کے فدا کاروں کا حال نصر بن مزاحم کی زبانی سنئے، کیونکہ وہ ہریر والی رات کی صبح کولشکر معاویہؓ کا جائزہ لے رہے تھے اور اسی دوران ان کے پاس امام علیؓ کا پیامبر یہ پیغام لے کر گیا کہ امیرالمومنین فرماتے ہیں کہ میرے پاس آؤ، تو اس نے کہا کہ اس موقع پر مناسب نہیں کہ آپ مجھے اپنے محاذ سے پیچھے ہٹا دیں، کیونکہ میں فتح کی اُمید پر ہوں، لہٰذا جلدی نہ کیجئے۔ چنانچہ امیرالمومنین کے پیامبر یزید بن ہانی نے واپس لوٹ کر آپ کو اس جواب کی خبر دی۔

(نصر بن مزاحم کہتے ہیں کہ) یزید بن ہانی ابھی ہمارے پاس پہنچا ہی تھا کہ عراقی کمانڈر اشتر کی طرف سے غبار اُڑا اور آوازیں بلند ہوئیں اور اہل عراق کی فتح ونصرت اور اہل شام کی شکست ورسوائی کے دلائل نمایاں ہونے لگے تھے کہ آپ کے شیعہ آپ سے کہنے لگے: واللہ ہم سمجھتے ہیں کہ آپ نے اسے لڑائی جاری رکھنے کا حکم دیا ہے۔

آپؓ نے فرمایا: کیا تم میرے متعلق یہ گمان رکھتے ہو کہ میں نے اپنے قاصد کو کوئی خفیہ ہدایات دی ہیں؟ کیا میں نے تمہارے سامنے علانیہ گفتگو نہیں کی اور تم سن بھی رہے تھے؟

انہوں نے کہا: اس کی طرف پیغام بھیجو کہ وہ آپ کے پاس آئے ورنہ ہم آپ کو چھوڑ کر جدا ہو جائیں گے۔

آپ نے فرمایا: اے یزید تم پر افسوس، اسے جا کر کہو کہ میری مانے اور واپس آ جائے کیونکہ فتنہ واقع ہو چکا ہے۔ چنانچہ یزید اس کے پاس گیا اور اسے خبر دی تو اشتر نے کہا: کیا یہ مصاحف قرآن بلند کئے گئے ہیں؟ اس نے کہا: ہاں۔

اشتر نے کہا: اللہ کی قسم، تو فتح کی طرف نہیں دیکھ رہا؟ کیا تو نہیں دیکھ رہا کہ انہیں کس طرح کی صورتحال کا سامنا ہے؟ کیا تو نہیں دیکھ رہا کہ اللہ ہمارے لئے کیا کر رہا ہے؟ کیا یہ مناسب ہے کہ ہم اسے چھوڑ کر واپس مڑ جائیں؟

یزید نے اسے جواب دیا کہ کیا تو پسند کرتا ہے کہ تو یہاں کامیاب ہو جائے اور امیرالمومنین اپنی جگہ پر ہی دشمن کے سپرد کر دیئے جائیں؟

© rasaliojarald.com

اس نے کہا: اللہ کی قسم، میں تو اسے پسند نہیں کرتا۔

اس نے کہا: خوب سمجھ لے کہ انہوں نے امیر المومنین سے کہہ دیا ہے اور اس بات پر حلف اُٹھایا ہے کہ اشتر کی طرف پیغام بھیج کر اسے واپس بلاؤ ورنہ ہم تمہیں اپنی تلواروں سے اس طرح قتل کریں گے جیسے ہم نے عثمانؓ کو قتل کیا ہے یا پھر تمہیں تمہارے دشمن کے سپرد کردیں گے چنانچہ اشتر ان کی طرف واپس لوٹ آیا اور کہا:

اے امیر المؤمنین میں قوم کی صفیں درہم برہم کررہا ہوں اور وہ پسپا ہونے کو ہے تو وہ پکار پکار کر کہنے لگے کہ امیر المومنین نے تحکیم کو قبول کرلیا ہے اور وہ قرآن کے حکم پر راضی ہوگئے ہیں۔ اشتر نے کہا۔ اگر امیر المومنین راضی ہوگئے ہیں اور انہوں نے تحکیم کو قبول کرلیا ہے تو میں بھی راضی ہوں۔ اس پر لوگوں نے کہنا شروع کردیا کہ امیر المومنین راضی ہیں اور امیر المومنین نے تحکیم کو قبول کرلیا ہے۔ امیر المومنین زمین پر نظریں جھکائے ایک کلمہ بھی نہیں بول رہے تھے پھر آپ کھڑے ہوئے اور لوگ خاموش ہوگئے تو آپ نے فرمایا: میرا معاملہ تمہارے ساتھ اس وقت تک خوب رہا جب تک میں نے تمہیں جنگ کے لئے نہیں بلایا، اللہ کی قسم، تم سے اس کے متعلق عہد و پیمان ہوا تو اس کی خلاف ورزی ہوئی اور تمہارے دشمن سے اس کا عہد و پیمان لیا گیا تو اس کی خلاف ورزی نہ ہوئی اور تم میں اس کا تصور بھی بھیانک ہے اور وہ ممنوع چیز بن گئی ہے اور تم نے زندگی کو محبوب سمجھ لیا ہے اور میں تمہیں اس بات پر مجبور نہیں کرتا جو تمہیں ناگوار ہے پھر آپ بیٹھ گئے۔ (دیکھئے علی خطی الحسین: ص ۳۴۔۳۵)

کاش کہ ان وفا نماؤں کو عملی طور پر امیر المومنینؓ اور ان کے عالی مقام صاحبزادوں کے کندھوں سے کندھا ملا کر کھڑا ہونا نصیب ہوتا تو وہ کبھی ناکام نہ ہوتے اور نہ ہی انہیں تو ابین بننا پڑتا اور نہ ہی ان کی نسلوں کو اہل السنہ پر ناصبیت کا الزام لگانے کی ضرورت پڑتی۔

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنی خبر
رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی جب اپنے گناہوں پر نظر
تو نگاہ میں کوئی بُرا نہ رہا !!